

سید الشہدا (لقب امام حسین)

<?xml encoding="UTF-8?">

سید الشہدا (لقب امام حسین)

سید الشہداء، یعنی شہیدوں کا سردار، یہ لقب رسول اکرم(ص) نے اپنے چچا حمزہ بن عبدالمطلب کو جنگ احد میں شہادت کے وقت دیا تھا۔ اور یہی سید الشہداء امام حسین(ع) کے مشہور القاب میں سے بھی ہے۔
لقب حمزہ

مشرکین نے جنگ احد میں حمزہ کو شہید کر دیا اور پھر آپ کے بدن کی بے حرمتی کی۔ [1] اس وقت پیغمبر اکرم(ص) نے آپکو سید الشہداء کا لقب دیا۔ [2] تاریخ اور روایت کی اکثر کتابوں میں، حضرت حمزہ کے لئے لقب سید الشہداء لکھا گیا ہے۔ [3]

لیکن بعض روایات میں آپکو دوسرے عناوین کے طور پر یاد کیا گیا ہے، جیسے بہشت کے شہیدوں کے سردار، [4] انبیاء اور اولیاء میں پہلے اور آخری شہیدوں کے سردار، [5] خیرالشہداء، [6] افضل الشہداء۔ [7] اسداللہ اور اسد رسولہ۔ [8]

امیرالمومنین(ع)(چھ افراد پر مشتمل ایک کونسل) امام حسن(ع)، امام حسین(ع) (کربلا میں)، اور محمد بن حنفیہ اپنی تقریر اور بیانات میں، ہمیشہ حضرت حمزہ کے اس مقام کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا کہ بنی ہاشم اور اہل بیت(ع) کے لئے باعث فخر بات ہے کہ حضرت حمزہ کو یہ لقب ملا ہے۔ [9]
رسول اکرم(ص) کے زیارت نامے میں السلام علی عمک حمزہ سید الشہداء اور حضرت حمزہ کے زیارت نامے میں السلام علیک یا عم رسول اللہ و خیر الشہداء ذکر ہوا ہے۔ [10]

امام حسین(ع) کا لقب

امام حسین(ع) کی شہادت کے بعد آپکو بھی سید الشہداء کا لقب دیا گیا ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی حضرت پیغمبر اکرم(ص) کی احادیث میں امام حسین(ع) کو سید الشہداء کے لقب سے یاد کیا گیا تھا۔ [11]
لگتا ہے کہ امام حسین(ع) کا لقب امام صادق(ع) کے زمانے میں عمومی ہوا ہے۔ ام سعید احمشیہ نام کی عورت جس کا تعلق عراق سے تھا اور امام صادق(ع) کی چاہنے والی تھی، وہ مدینہ میں شہداء کی زیارت پر جانے کا ارادہ رکھتی تھی کہ امام صادق(ع) نے اس سے فرمایا کہ تم سیدالشہداء کی قبر کی زیارت کیوں نہیں کرتی؟ ام سعید نے اس سوچ کے ساتھ کہ شاید سید الشہداء کا مطلب امیرالمومنین(ع) کی قبر ہے سوال کیا: کہ سیدالشہداء کون ہے؟

تو امام صادق(ع) نے جواب دیا: کہ سیدالشہداء حسین بن علی(ع) ہیں۔ [12]

ملا صالح مازندرانی نے اس لقب کی توضیح اس طرح دی ہے کہ یہ لقب حضرت حمزہ اور امام حسین(ع) دونوں کو عطا ہوا ہے، حمزہ اپنے زمانے کا سیدالشہداء ہے اور امام حسین(ع) ہر زمانے کا سید الشہداء ہے۔ [13]
حضرت فاطمہ(س) نے حضرت حمزہ کی شہادت کے بعد آپکی قبر کی مٹی سے تسبیح بنائی اور اس تسبیح پر ذکر پڑھتی تھیں۔ اور شیعہ امام حسین(ع) کی تربت سے تسبیح بناتے ہیں۔ [14]

امام صادق(ع) نے امام حسین(ع) کی تربت کو حضرت حمزہ کی تربت پر فضیلت کے بارے میں فرمایا کہ امام

حسین(ع) کی تربت انسان کے ہاتھ میں تسبیح کرتی ہے، اگرچہ انسان کوئی ذکر نہ پڑھے۔ [15]

لقب کے متعلق دوسرے افراد

حضرت حمزہ اور امام حسین(ع) کے علاوہ دوسرے افراد جن کو سید الشهداء کا لقب ملا ہے، درج ذیل ہیں، پیغمبر جرجیس [16]

بلال حبشی [17] جعفر بن ابی طالب [18] اور مہجع بن عبداللہ جنگ بدر کا پہلا شہید۔ [19]
حضرت پیغمبر(ص) نے اپنی روایات میں فرمایا کہ حمزہ کے بعد سید الشهداء اسے کہا جائے جو ایک ظالم حکمران کے پاس جائے اور اسے امر بالمعروف اور نہی از منکر کرے اور اس راہ میں قتل کیا جائے۔ [20]
حوالہ جات

- واقدی، المغازی، ۱۹۶۶، ج ۱، ص ۲۹۰؛ یعقوبی، تاریخ یعقوبی، بیروت، ج ۲، ص ۴۷
رجوع کنید بہ طبری، ذخائرالعقبی، 1356، ص ۱۷۶؛ صفدی، الوافی بالوفیات، ج ۱۳، ص ۱۷۰
برای نمونہ رک: بلاذری، انساب الاشراف، ۱۳۹۴، ج ۲، ص ۳۹۴؛ شیخ صدوق، الخصال، ۱۴۰۳، ج ۲، ص ۴۱۲، ۵۵۵؛
شیخ مفید، الارشاد، ۱۴۱۴، ص ۳۷
شیخ صدوق، الخصال، ج ۱، ص ۵۷۵
کتاب سلیم بن قیس، ص ۱۳۳-۱۳۴؛ شیخ صدوق، کمال الدین، ۱۴۰۵، ص ۲۶۳-۲۶۴
تاب سلیم بن قیس، ۱۴۲۰، ص ۱۳۳؛ طوسی، الغیبہ، ۱۴۱۱، ص ۱۹۱؛ طبری، ذخائر العقبی، ۱۳۵۶، ص ۱۷۶
کوفی، تفسیر فرات کوفی، ۱۴۱۰، ص ۱۰۱؛ شیخ کلینی، الکافی، ۱۳۶۳، ج ۱، ص ۴۵۰
واقدی، المغازی، ۱۹۶۶، ج ۱، ص ۲۹۰؛ شیخ کلینی، الکافی، ۱۳۶۳، ج ۱، ص ۲۲۴؛ شیخ صدوق، الخصال، ۱۴۰۳، ج ۱،
ص ۲۰۳-۲۰۴
برای نمونہ رک: نہج البلاغہ، چاپ صبحی صالح، نامہ ۲۸؛ طبری، تاریخ، ج ۵، ص ۴۲۴؛ شیخ صدوق، الخصال،
۱۴۰۳، ج ۱، ص ۳۲۰؛ شیخ مفید، الارشاد، ۱۴۱۴، ج ۲، ص ۹۷؛ طوسی، الامالی، ۱۴۱۴، ص ۵۴۶، ۵۵۴، ۵۶۳-۵۶۴
ابن قولویہ قمی، کامل الزیارات، چاپ جواد قیومی، ص ۶۲
برای نمونہ رک: ابن قولویہ قمی، کامل الزیارات، چاپ جواد قیومی، ص ۱۴۲، ۱۴۸
رک: ابن قولویہ قمی، کامل الزیارات، چاپ جواد قیومی، ص ۲۱۷-۲۲۰؛ شیخ صدوق، ثواب الاعمال، ۱۳۶۴، ص ۹۷-۹۸
مازندرانی، شرح اصول کافی، ۱۴۲۱، ج ۱۱، ص ۳۶۸
طبرسی، مکارم الاخلاق، ص ۲۸۱؛ نجفی، جواهر الکلام، ج ۱۰، ص ۴۰۴-۴۰۵
طبرسی، مکارم الاخلاق، ۱۳۹۲، ص ۲۸۱
صنعانی، تفسیر القرآن، ۱۴۱۰، ج ۳، ص ۵، ۱۵۰؛ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۱۴۱۵، ج ۶۴، ص ۱۹۲
ھیثمی، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ۱۴۰۸، ج ۹، ص ۳۰۰
متقی ہندی، کنز العمال، ۱۴۰۹، ج ۱۱، ص ۶۶۱، ج ۱۳، ص ۳۳۲
ثعلبی، الکشف و البیان، ج ۷، ص ۲۷۰؛ بغوی، تفسیر البغوی، ۱۹۹۵، ج ۳، ص ۴۶۰
رجوع کنید بہ جصاص، احکام القرآن، ۱۴۱۵، ج ۲، ص ۴۳؛ طبری، ذخائر العقبی، ص ۱۷۶